أحسن الجزاء

في تحقيق

مسائل العزاء

مولانا أبو البشير عبد الغني شوپياني مرحوم

ناشر

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

جمعیۃ منزل، بربرشاہ، سری نگر۔ ۱۹۰۰۰۱

Scanned with OKEN Scanner

أحسن الجزاء

في تحقيق مسائل العزاء

مولانا أبو البشير عبد الغني شوپیانی مرحوم

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر

جمعیۃ منزل بربرشاہ، سری نگر۔ ۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)

برائے مفت تقسیم

پیش لفظ

آج جب کہ اسلام کو ہر طرف سے خطرات نے آگھیرا ہے، مادیّت و رأس مالیت کے یلغار نے روحِ اسلام کو مجروح کر دیا ہے۔ اس کے صاف و شفاف جسم کو داغ دار کر دیا ہے تو ضرورت ہے کہ اس کے زخمِ جگر کو دھویا جائے، اس کے پاک جسم سے بدنما دھبّوں کو چھڑایا جائے اور اس کی پاکیزہ تعلیمات کو عام کیا جائے۔

اسی مقصد کی تکمیل کے لئے مسلمانوں کا ایک باکردارہ "سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ" جموں وکشمیر نے اصلاح عمل و عقیدہ، فکر اسلامی کی تطہیر اور ایک صالح معاشرہ کی تشکیل کے لئے حتی المقدور جد و جہد کر رہا ہے۔ کئی اہم دینی کتابوں کو چھاپ کر ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم کرتا ہے جس کے مطالعہ سے بیشمار لوگوں کو صحیح دین کی سمجھ مل رہی ہے۔

یہ خیراتی ادارہ ہر طرح سے مسلمانوں کی خدمت کرتے رہنا فرض سمجھتا ہے۔ عام مسلمان بھائیوں سے اپیل ہے کہ وہ اس کام میں شریک ہو کر فلاحِ دارین حاصل کریں۔

چیرمین

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ، جموں وکشمیر

بربرشاہ، سری نگر ۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الواجب الوجود۔ القدیم المسجود
الذی لا الٰہ الا ھو المعبود المقصود الذی ارسل رسولہ
بالھدیٰ و دین الحق والکرم والجود محمد المصطفیٰ
صاحب الوسیلۃ و المقام المحمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم دائما ما دام القیام والقعود۔ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ
المخلصین الذین ھم من ھٰذہ الامۃ اول رکع
واول سجود اما بعد

مدت سے ہمارے دل میں یہ خیال جاگزیں ہو چکا تھا کہ جس طرح مسلمانوں کے اکثر فرقے اپنی مذہبی کتابوں سے منہ موڑ کر جاہلانہ یا متعصبانہ رسم و رواج اور قسم قسم کی خود ساختہ بناوٹی بدعات میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ ممکن ہے کہ اسی طرح انہی کی دیکھا دیکھی کسی شرعی تجویز کے بغیر عوام شیعہ بھائیوں نے بھی بتقریب ماہ محرم سالانہ تعزیہ کرنے اور واقعہ کربلا کی نقل اتارنے میں اسی قسم کا کوئی بدعی رویہ اختیار کر لیا ہو۔ اسی اصلیت کا دریافت کرنا ہماری اصلی آرزو تھی۔ اب اگر ہم ہی ان کی تعزیہ داری کا نقشہ ان کے سامنے رکھ کر ان سے اس کی نسبت استفسار کرتے تو اغلب ہے کہ بناوٹ کر کے اس سے سرے سے ہی منکر ہو جاتے۔ مزید براں

ان کی مذہبی کتابوں سے بھی ہم بے خبر تھے اس لئے ہم چاہتے تھے کہ کیا اچھا ہوتا اگر یہ کام یعنی ان کی تعزیہ داری کا نقشہ انہی کے ہاتھوں سے انجام پذیر ہوتا۔ چنانچہ ہم نے اسی غرض سے جریدہ "مسلم" سری نگر مورخہ ۱۴ محرم ۱۳۷۸ھ کے شمارے میں بطور استفہام شیعہ حضرات کی خدمت میں یہ گزارش کی کہ کیا ہمارے شیعہ بھائی اپنی کتابوں سے ان باتوں کا ثبوت پیش کر سکتے ہیں جس کے جواب میں شیعہ حضرات نے ایک مستقل رسالہ تحریر کیا اور بڑی فراخ حوصلگی سے اپنی عزاداری مثلاً زنجیر زنی موے کنی۔ کمر شکنی وغیرہ جیسی حرکات کا اپنی کتابوں سے ثبوت دیا۔ جس وجہ سے ہم ان کے بہت شکر گزار ہیں کہ جو ہماری خواہش تھی وہ ان کے ہاتھوں پوری ہوئی ؎

للہ الحمد ہر آنچہ کہ خاطر مے خواست　　آخر آمد ز پس پردہ تقدیر پدید

رسالۂ جوازِ عزاداری پر سرسری نظر

(۱) رسالہ کے سرورق پر جو آیت قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا یہ زیب عنوان ہے اس کی صحیح تفسیر کا حق ادا نہیں کیا ہے اور فی القربیٰ اور ذی القربیٰ کے مابین جو فرق ہے اس کو بھی بیان نہ کر سکے۔ اس لئے کہنا پڑتا ہے ؎

گر تو قرآں بدیں قمط خوانی　　ببری رونق مسلمانی

(۲) خطبۂ رسالہ کسی قدر کتر بیونت کے ساتھ اپنے مجتہد وقت کی کتاب ایقاظ العباد سے چرا کر لے گئے ہیں۔

(۳) تقیہ کے طور پر عامۃ المسلمین اہل السنۃ والجماعۃ کو خوش کرنے کے لئے اپنے مجتہدین کے خلاف آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اصحاب کو بھی ملا دیا

ہے۔ مگر اللہ کے فضل سے اصلی بات کو ہم جانتے ہیں اس واسطے ہمارا حق ہے کہ ہم کہیں ؎

بہرانگے کہ خواہی جامہ مے پوش　　من اندازِ قدت را مے شناسم

(۴) اما بعد کے بعد جس حدیث سے مضمون شروع ہوتا ہے اس کی نسبت نہ صاحب تخریج کا نام ہے اور نہ صحت کا پتہ ؎

نہ گفتہ ندارد کسے با تو کار　　ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

(۵) لکھتے ہیں کہ اپنا مطلب نکالنے کے لئے آیۂ کریمہ کے یہ معنی لکھے ہیں کہ شہداء اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں معلوم نہیں کہ یہ فقرہ اپنے پروردگار کے پاس کہاں سے ٹھونسا ہے۔" ص۱۵

ہم کہتے ہیں کہ شیعہ حضرات پر واضح رہے کہ یہ جملہ آیت کے ترجمہ میں ہم نے اپنی طرف سے ٹھونسا نہیں معاذ اللہ۔ بلکہ یہ سچ مچ قرآن کریم سورہ آل عمران کی ایک مشہور آیت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ بل احیاء عند ربھم الآیہ ہاں اگر یہ آیت ان کے یہاں والے مصحف میں موجود نہ ہو یا خدانخواستہ وہ اس کی تلاوت نہ کرتے ہوں تو وہ بات علیحدہ ہے ؎

والقرآن یفسر بعضہ بعضاً

(۶) وہ لکھتے ہیں کہ ہم خلاف عقل باتوں کا دہرانا ناجائز اور قبیح سمجھتے ہیں۔ ص۱۷

اس پر ہماری جانب سے بھی اعلان ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم بھی ان کے رسالہ میں سے صرف قابل جواب بات کا جواب دیں گے اور غیر معقول اور ناقابل ہونے کی صورت میں جواب سے جواب ؎

انکس کہ تہذیب وخرد زو نرہیم　　آنست جوابش کہ جوابش ندہیم

(۷) معلوم نہیں کہ حضراتِ شیعہ نے احادیثِ جواز گریہ پیش کرنے کی زحمت اٹھا کر کونسا قلعہ فتح کر لیا۔ آخر کتب احادیث جو زمرۂ اہل سنت وجماعت میں متداول ہیں ان ہی میں سے منتخب شدہ مشکوٰۃ ایک مشہور کتاب ہے جس میں میّت پر گریہ کرنے کا باب بالفاظ باب البکاء علی المیّت موجود ہے۔ جس کا شیعہ حضرات نے اپنے رسالہ میں جابجا حوالہ بھی دیا ہے باوجود اس کے پھر بھی احادیث گریہ سنا کر ہمیں ڈرانا اور اپنے دعوٰی کو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ کہاں فقط آنسو بہانا گریہ کرنا اور کہاں شیعوں کی طرح اپنا منہ پیٹنا اور تھپڑ مارنا۔ بال نوچنا اور کپڑے پھاڑنا۔ ثابت ہوا کہ ان کے دعوٰی کو اس دلیل کے ساتھ کوئی دور کا تعلق بھی نہیں ہے مارے گھٹنا پھوٹے آنکھ۔

(۸) وہ لکھتے ہیں کہ مسلمان بھی عشرہ محرم میں ان کی (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی) متابعت کرتے روتے ہیں۔ . . . . تعزیہ داری بنا کر جو شبیہ مرقد حسین ہے رکھتے ہیں اور اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ کیونکہ جناب باری تعالیٰ نے فرمایا ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ ص۴۱

ہم کہتے ہیں کہ حاشا وکلّا سب کے سب مسلمان نہیں کلمہ خوانوں میں سے فقط شیعہ حضرات کی جماعت ہی اس قسم کی تعزیہ داری کی علمبردار ہے اور یہ لوگ اس کام میں متابعت کرتے ہیں۔ مختار ثقفی کی نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی جیسا کہ الٰہ تلبیس جلد اوّل ص۸۳ میں لکھا ہے کہ مورخین نے لکھا ہے کہ مختار ہی نے شیعوں میں رسم تعزیہ داری جاری کی تھی جس سے یقین ہوتا ہے کہ یہی کرسی

تعزیہ داری اور کاغذی تابوت سازی کی اصل بنا تھی انتہیٰ۔ پس مذکورہ ہیئت کی تعزیہ داری بجا لانے میں ہرگز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت نہیں اگر ہے تو یا دجالوں کی یا غیر مسلموں کی۔ اس لئے ہم ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ اس کے مقابلہ میں اہل سنت کا دعوٰی ہے کہ مصائب کے وقت بجائے نقل وحرکت ناشائستہ محض صبر وتحمل کرنے سے ہی جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی متابعت ہاتھ آنے کی امید ہے اور شیعہ حضرات کے مجتہد الوقت بدگامی صاحب بھی اس پر دستخط ثبت کر چکے ہیں۔ چنانچہ وہ بھی لکھتے ہیں کہ مروجین دین مبین را بجہت متابعت سنت آنحضرتؐ وتبلیغ احکام شریعت در رسیدن آزار واذیت تحمل واصطبار ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ بآنحضرت تاسی واقتدا وبر طریقۂ مرضیہ استقامت وثبات قدمی را اختیار نمائند یعنی دین مبین کے رائج کرنے والوں کو چاہئے کہ سنتِ آنحضرت کی پیروی اور شریعت کے احکام کی تبلیغ میں تکلیفوں اور آزاروں پر برداشت اور صبر سے بموجب فرمودِ خدا کہ تمہارے لئے آنحضرتؐ کی پیروی میں اچھا نمونہ ہے۔ پیروی کریں اور آپؐ کے طریقۂ پسندیدہ پر استقامت اور ثابت قدمی کو اختیار کریں۔ انتہیٰ مافی تنبیہ الانام صـ۲۳۷ پس صاحبانِ عقل وفراست وخداوندانِ دین ودیانت کو چاہئے کہ ہر قسم کی تعزیہ داری میں وہ طریقہ اپنے لئے پسند کریں جس سے صبر وشکیبائی کا دامن بھی ہاتھ سے نہ چھوٹے اور جناب نبوت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی برکت سے خیر دارین بھی نصیب ہو۔ یہ نہیں کہ خلاف اس کے اپنے ہی چہروں اور بدنوں کو اپنے ہی ہاتھوں سے نوچ کر اور لال پیلے بنا کر

دشمنان اسلام کو حضرت اسلام پر ٹھٹھا مخول کرنے اور تمسخر اڑانے کا موقعہ دیں اور اسلام کو اس جنس کے نادان دوستوں کی نسبت یہ کہنا پڑے کہ ؎

من از بیگانگان ہرگز نہ نالم
کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد

(۹) گھوڑے کی حدیث اور ماں باپ کی قبر چومنے کی حدیث اور اس قسم کی اور حدیثیں جن سے انھوں نے استدلال کیا ہے بشرطِ صحت سند اہلِ سنت پر حجت ہو سکتی ہیں ورنہ نہیں ؎

کام آتی ہے ہم کو کام کی بات　　لیکن ہو اگر امام کی بات

(۱۰) وہ لکھتے ہیں کہ حضرت رسولِ کریمؐ کی محمل کی نقل مصر سے اور حضرت عائشہؓ کی محمل کی نقل شام سے بڑی دھوم دھام سے نکالتے ہیں۔ ص۴۷ جس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ محمل کے معنی ہودج کے ہیں جس کو شیعوں کی طرح تعزیہ کی شکل کا مصری اور شامی لوگ بھیجا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جب ۱۳۴۲ھ میں حجاز مقدس پر سلطنتِ سعودیہ عربیہ کا عمل دخل ہوا تو رئیس الموحدین سلطان عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے ایسی بے بنیاد محملوں کو سرزمین حجاز میں آنے سے روکا اور اس بے ہودہ رسم کی اب بالکل ممانعت کی فللہ الحمد۔ شیعہ حضرات کو ابھی تک شائد اس حقیقت سے پتہ نہ لگا ہو۔ بے خبری کی وجہ سے معذور ہیں ؎

والعذر عند کرام الناس مقبول۔

(۱۱) وہ لکھتے ہیں کہ ماضی کے مسلمین حنفیہ، شافعیہ۔ مالکیہ۔ حنبلیہ اور شیعہ کے بارے میں آپ کا کیا اعتقاد ہے۔ کیونکہ ان دنوں میں جب یہ واقعات صادر

ہوئے اہلحدیث جماعت کا وجود ہی نہیں تھا۔ وہ تو صرف چند ہی صدی سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی ہے صفحہ بے شک ہم بھی اس کی تائید کرتے ہیں کہ واقعہ ہائلہ کربلا شیعہ حضرات کے سامنے نمودار ہوا اور اس پر ہم انشاء اللہ معتبر کتب تواریخ سے اسی رسالہ میں شہادت بھی پیش کریں گے ؎

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ط

(رسالۂ جواز عزاداری کا)

(مدلل جواب)

جب دو فرقوں کے درمیان کسی معاملہ میں جھگڑا ہو تو یہ امر مسلم ہے کہ اس کے فیصلہ کے واسطے وہ ذریعہ اختیار کر لیا جائے جو مسلم الطرفین ہو تاکہ کسی فریق کو فیصلے سے منہ موڑنے کی گنجائش باقی نہ رہے۔ مثلاً فرقہائے اہل اسلام کو آپس میں تنازعہ برپا ہونے کے وقت فیصلہ کے لئے کتاب اللہ عزوجل اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے اور کوئی حکم نظر نہیں آتا ہے۔ اس لئے کہ عموماً سب کے سب اہل اسلام کے نزدیک اصل اصول اسلام یہی دو چیزیں ہیں جیسا کہ کہتے ہیں ؎

اصل دیں آمد کلام اللہ مقدم داشتن

پس حدیث مصطفےٰ برجاں مسلم داشتن

الحمد للہ کہ جماعت اہل حدیث وصفِ اطاعت سے موصوف ہے اور عمل درآمد ان کا صرف کلام الٰہی اور حدیث رسالت پناہی پر موقوف شکر کا مقام ہے کہ شیعہ حضرات بھی اس قاعدے کی تصدیق کرتے ہوئے اپنے رسالہ کے صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں کہ "انشاء اللہ تعالیٰ آیاتِ بینات اور احادیث معتبرہ کی روشنی

ہیں وہ خود اس نتیجہ پر پہنچیں گے شیعہ حضرات عزاداری کے سلسلہ میں جو کچھ کر رہے ہیں وہ سب منشاء حق جل شانہٗ اور فرمودات نبیؐ کریم سے باہر نہیں۔"

ناظرین آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ اب خود اقراری ہو کر ہمارے اور حضرات شیعہ کے مابین حق اور ناحق پرکھنے کے لئے کلام رب البریہ اور احادیث مصطفویہ علیٰ صاحبہا التحیہ کی ایک ہی ترازو مقرر ہوئی۔ یہ وہ میزان ہے جس کی نسبت حضرت ابو طالب اپنے قصیدہ لامیہ میں فرماتے ہیں ؎

ومیزان حق لا یخبس شعیرۃ

ووزان عدل وزنہ غیر مائل

دیکھئے کہ شیعہ حضرات اپنے ہی مقرر کردہ معیار پر کہاں تک پورے اتر سکتے ہیں ؎ بس اک نگہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

مسئلہ تعزیہ اور لغوی لحاظ سے اس کے معنی

تعزیہ اور عزاء کے معنی لغت میں حسب تفصیل ذیل پائے جاتے ہیں صراح میں ہے عزاء سکیبائی وصبر یعنی عزا کے معنی ہیں برداشت اور بردباری اور تعزیہ کے معنی ہیں بصبر فرمودن مصیبت زدہ را یعنی صدمہ والے کو صبر کی تلقین کرنا اور لغات فیروزی میں تعزیہ کے معنی ہیں ماتم داری۔ سنئے منتخب اللغات میں لکھا ہے۔ تعزیہ بصبر فرمودن و پرسش نمودن فیروز اللغات میں اس کے معنی ماتم پرسی خویشان مردہ را (یعنی تعزیہ کے معنی ہیں صبر کرنے کا حکم دینا اور پوچھ گچھ دیکھ بھال کرنا) میت کے رشتے داروں کی۔ مشکوٰۃ میں روایت

ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ جو شخص مصیبت زدہ من عزی مصابا فلہ مثل اجرہ کو تسلی دے تو تسلی دینے والے کو بھی اسی قدر ثواب ملتا ہے جیسا کہ مصیبت زدہ کو صبر کرنے پر ملا۔ ایک روایت میں آپؐ فرماتے ہیں کہ نہیں ہے کوئی (ما من مسلم یعزی اخاہ بمصیبۃ الا کساہ اللہ من حلل الکرامۃ یوم القیٰمۃ) مسلمان کہ تعزیت کرے اپنے مسلمان بھائی کی کسی مصیبت میں مگر کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو بزرگی کے جوڑوں سے پہنائے گا۔ ایک اور روایت میں آپؐ فرماتے ہیں (من عزی ثکلیٰ کسی برد فی الجنۃ) کہ جو شخص اس عورت کو تسلی دے جس کا بیٹا مر گیا ہو۔ تو اس کو بہشت میں اچھی پوشاک پہنائی جائے گی۔ بنابراں بامید ثواب مسلمانوں میں ہر مصیبت کے وقت مسئلہ تعزیت پر عمل درآمد ہوتا ہے۔ خاص کر موت واقع ہونے کے موقعہ پر لیکن حضرات اہل سنت والجماعۃ میں جو تعزیت کا طریقہ جاری و ساری ہے وہ آئین قرآن ارشاد باری عز اسمہٗ (ان اللہ یامر بالعدل) کے مطابق افراط و تفریط سے پاک نہایت معتدل اور بغایت موزوں ہوتا ہے۔

کیوں نہ ہو آخر قدم قدم پر جب کہ ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلّم کی کوئی نہ کوئی سنّت مطہرہ ان کی رہنمائی کے لئے آموجود رہتی ہے۔ اس لئے تعزیہ داری میں بھی خلاف ورزی کی ٹھوکر کھانے سے محفوظ رہتے ہیں ؎

ناحق ہمیں اور کچھ ہوس ہے
قرآن و حدیث ہم کو بس ہے

قرآن و حدیث کی روشنی میں تعزیہ داری اہل سنت

اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے :

ولنبلونکم بشئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیھم صلوٰت من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون ط (البقرہ)

اور ہم تم کو آزمائیں گے کسی چیز کے ساتھ ڈر سے اور بھوک سے اور مالوں اور جانوں اور میووں کے نقصان سے اور خوش خبری سنا دو صبر کرنے والوں کو وہ لوگ کہ جب ان کو صدمہ پہنچتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ انا للہ وانا الیہ راجعون

یعنی ہم اللہ کے مال ہیں اور اسی کی طرف پھر جانے والے ہیں۔ وہ لوگ ہیں کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے درود ہیں اور مہربانیاں اور وہ لوگ وہی ہدایت پانے والے ہیں۔

مشکوٰۃ میں بروایت امام احمد و نسائی مروی ہے :

مات میت من اٰل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاجتمع النساء یبکین علیہ فقام عمر یتھھن ویطردھن فقال رسول اللہ

مر گیا ایک مردہ اولاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی حضرت زینب رضی اللہ عنہا پس جمع ہوئیں عورتیں رونے لگیں اس

صلی اللہ علیہ وسلم وعھن یا عمر فان العین دامعۃ والقلب مصاب والعھد قریب ط

پر۔ پس کھڑے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ منع کرتے اور روکتے ان کو رونے سے۔ پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اے عمر رضی اللہ عنہ چھوڑ دے ان کو اس لئے کہ آنکھیں روتی ہیں اور دل مصیبت زدہ ہے اور وقت نزدیک ہے یعنی واقعۂ مرگ تازہ ہے۔

دوسری روایت میں ہے۔

ثم قال مھما کان من العین ومن القلب فمن اللہ عزوجل ومن الرحمۃ وما کان من الید ومن اللسان فمن الشیطان

پھر آپؐ نے فرمایا جو کچھ کہ ہو صرف آنکھ سے یعنی آنسو بہانا اور دل سے یعنی غم کھانا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور سبب اس کی رحمت کا اور جو کچھ ہو ہاتھ سے یعنی منہ پیٹنا۔ کپڑے پھاڑنا۔ بال نوچنا اور زبان سے یعنی نوحہ کرنا اور چلا کر اور بین کرنا۔ وہ شیطان یعنی اس کے بہکانے سے ہے اور مشکوٰۃ میں بخاری و مسلم کی روایت سے مروی ہے۔

لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعا بدعوی الجاھلیۃ ط

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہم میں سے وہ شخص نہیں جو پیٹے اپنے رخساروں کو، پھاڑے اپنے گریبان کو اور پکارے۔ پکارنا جاہلیت کا یعنی مصیبت کے وقت وہ چیز کہے جس کا کہنا شرعاً جائز نہیں مثلاً نوحہ اور بین کرنا۔ بخاری و مسلم

کی ایک حدیث میں آپؐ فرماتے ہیں :

انا بری ممن حلق وصلق وخرق میں بیزار ہوں اس شخص سے جو مصیبت میں سر کے بال منڈوائے اور چلا کر روئے اور اپنے کپڑے پھاڑے۔

ناظرین ! یہ جو تعزیہ داری اور ماتم پرسی کا طریقہ فرقانِ حمید اور احادیث صحیحہ مرفوعہ کی روشنی میں اوپر مذکور ہوا۔ ماتم داری میں غالباً یہی طریقہ ہے اہل سنت والجماعۃ کا کہ مصیبت کے وقت شریفانہ اور مؤدبانہ انداز میں غم بھی کھاتے اور از روئے نرم دلی کے آنکھوں سے روتے اور آنسو بھی بہاتے ہیں اور حتی المقدور ضبط واستقلال اور صبر وتحمل سے کام لیتے ہیں اور آپس میں صبر و ثابت قدمی کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ نہ قہر درویش بجان درویش کی طرح اپنے ہی آپ کو کوٹتے ہیں اور نہ منہ پر طمانچے مارتے ہیں۔ نہ کپڑے پھاڑتے ہیں اور نہ ہذیان اور فضول گوئی کے ساتھ شور وغل مچا کر زمین سر پر اٹھاتے ہیں۔ یہ تو ہوئی اہل سنت کی عزاداری جس کی نشاندہی قرآن حکیم اور جناب رسولِ رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم فرما رہے ہیں۔

ناظرین ! آیئے اب ہم آپ کو حضرات شیعہ کی بے بنیاد تعزیہ داری کی بھی سیر کرائیں گے جسے دیکھ کر آپ خود بخود پکار اٹھیں گے کہ سبحان اللہ کہاں اہل سنت کی مسنون تعزیہ داری اور کہاں شیعوں کی غیر موزوں سوگواری ہے

واللہ لن یجتمعا ولن تیلاقیا

حتیٰ تشیب مفارق الغربان

حضرات شیعہ کی عزاداری

ہر جزع[1] اور رونا ناپسند ہے اللہ تعالیٰ کو مگر جزع کرنا اور حضرت حسینؑ پر کہ یہ ممدوح ہے رسالہ جواز عزاداری ص۸ جزع صبر کی نقیض ہے جس طرح دن رات کی نقیض ہے۔ رسالہ ص۸ مثلاً اگر کوئی منہ پر تھپڑ مارنے سے صبر نہ کر سکے۔ تو اس کا ایسا کرنا جزع ہے۔ اگر کسی نے سینہ یا گھٹنوں پر مصیبت میں ہاتھ نہ مارا تو صبر کیا اگر مارا تو جزع کیا اگر مصیبت میں زنجیر زنی کی یا تلوار اپنے سر یا بدن پر ماری تو جزع کیا۔ نہ ماری تو صبر کیا۔ یہ تمام اقسام جزع کی ہیں۔ امام نے فرمایا مطلق جزع حضرت حسینؑ کے ماتم میں جائز ہے۔ رسالہ ص۹ قاعدۂ استثنا کے بموجب رونے سے وہ اقسام رونے کے مراد ہیں۔ جن پر جزع صادق ہوگا۔ پس رونا جزع کے ساتھ موجب اجر ہے۔ رسالہ ص۹ امام کا فرمانا تم اہل بیت علیہ السلام کے مصائب پر جزع کرنے والوں میں شمار کئے جاؤ گے نص اور صریح ہے اس پر کہ اہل بیت کے مصائب پر جزع کرنا فی نفسہ مستحسن ہے۔ تمام اقسام جزع کے مستحب ہونے پر اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہونی چاہئے رسالہ ص۱۰ اس مظلوم کے محاسن اور مصائب شمار کر کے چلا چلا کر رونا۔ رسالہ ص۱۱ یہ روایت نص ہے گریبان چاک کرنے اور منہ پر تھپڑ مارنے کے استحباب پر اور باولویت قطعیہ سینہ کوٹنے پر بھی دلالت کرتی ہے۔

---

[1] صاحب لغات فیروزی تعزیہ کے معنوں میں لکھتا ہے۔ نص مزار حضرت امام حسین علیہ السلام کی جس پر محرم کے دنوں میں گریہ و نوحہ کرتے ہیں اور ان معنوں میں یہ لفظ ہندی ہے

اولہ وسابقہ جو جزع کے استحباب پر لائی گئیں وہ شور اٹھانے۔ چیخنے۔ کپڑے پھاڑنے۔ بال نوچنے کے استحباب اور مسنون ہونے پر دلالت کرتی ہیں کیوں کہ یہ سب چیزیں خلاف صبر ہیں رسالہ شیعہ صـ۲۳

ناظرین! شیعہ حضرات کی تعزیہ داری کے طریقہ کی نسبت جو کچھ یہاں پر زیر قلم لایا گیا وہ سب انہی کے رسالہ جواز عزاداری سے بعینہ منقول ہے۔ ہماری طرف سے اس میں ایک حرف بھی مستزاد نہیں۔ مگر آپ کو یہ بھی یاد ہوگا کہ شروع رسالہ میں انھوں نے لکھا ہے کہ شیعہ حضرات عزاداری کے سلسلہ میں جو کچھ کر رہے ہیں وہ منشاء حق جل شانہ اور فرمودات نبی کریمؐ سے باہر نہیں۔

جس سے سمجھ میں آتا تھا کہ اب ضرور شیعہ حضرات اس اپنے کہنے کے مطابق اپنے دعوٰی کو آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا التحیہ سے ہی استدلال کر کے ثابت کر دکھائیں گے۔ مگر آخیر پر معلوم ہوا کہ یہ کہنا ان کا ہاتھی کے دانت تھے جو کھانے کے اور ہوتے ہیں اور دکھانے کے اور چنانچہ جب دعوٰی کے ثبوت پر دلائل پیش کرنے کا وقت آگیا تو فرمان ایزدی اور ارشاد محمدیؐ سے بالکل الگ ہو کر لگے اقوال الرجال اور ادھر اُدھر کے غیر متعلق قصے کہانیوں سے کام لینے یہاں تک کہ اس بے ہودہ سرائی میں ان کی شیخی ختم اور ترکی تمام ہو گئی ؎

تھے دو گھڑی سے شیخ جی شیخی بگھارتے
وہ ساری ان کی شیخی جھڑی دو گھڑی کے بعد

ناظرین! آیئے آپ اگر اس ماجرا کو تفصیل وار سننا چاہتے ہیں تو دل کو بھی ذرا تھام کر سن لیجئے ؎

ما اہل حدیثیم و دغا را نشناسیم
باب الجلیل ایں فقہا را نشناسیم

ہم اہلِ حدیث اللہ تبارک و تعالیٰ کے لطف و کرم سے ہر دینی و دنیوی کام کے انجام دینے میں فرمان باری تعالیٰ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کے پیش نظر حتی الوسع قرآن مقدس اور حدیث صحیح مرفوع پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور قرآن حکیم اور حدیث رسول رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کے خلاف جتنے بھی اقوال اور قصے کہانیاں ہوں ہمارے نزدیک بجوے نہ ارزد کا حکم رکھتے ہیں ؎

آنچہ نہ قال اللہ نہ قال الرسول فضل بود فضل مخواں ای فضول

ان کے رسالہ جوازِ عزاداری کے صفحہ ۷ پر بلفظ بحار الانوار جو روایت مرقوم ہے وہ ہرگز قبولِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں۔ خلاف صبر تعلیم دینا سنت نبویہ سے بمراحل بعید ہے اور اس قسم کی نقل کا راوی گناہ بگردن راوی کے مصداق تصور ہوگا اور صفحہ ۸ پر روی المحدث الحر العاملی والی روایت جو ہے وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں اور اقوال الرجال سے ہمارے اوپر حجت قائم نہیں ہو سکتی اور صفحہ ۹ پر مانی البحار والی روایت بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ نہیں اور خلاف سنت کسی منچلے انشا پرداز کی عبارت آرائی کا منتر سچے اہل سنت پر موثر نہیں ہو سکتا۔ صفحہ ۹ کی فی البحار والی عربی عبارت کو بھی کلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا شرف حاصل نہیں۔ مزید براں گناہ بگردن راوی اور صفحہ ۱۰ پر مارواہ المحدث الحر للکاملی والی روایت بھی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں اس لئے بقانونِ الاہلا بگردن ملا واپس اور صفحہ ۱۳ پر کاشانی والی روایت کا مآل بھی یہی

ہے۔ کہ وہ قولِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بس وہ ہمارے اوپر بھی حجت نہیں اور صفحہ ۵ پر بحار الانوار والی روایت بھی فرمودات نبویہ علی صاحبہا التحیہ سے نہیں لہٰذا ہمارے اوپر حجت بھی نہیں اور صفحہ ۲۲ پر کما فی العوالم والی روایت کے صحیح السند ہونے کا ثبوت بذمہ شیعہ حضرات بس جب تک کہ اس کی صحت ثابت نہ ہوگی تب تک اہل سنت اس کے بار سے سبکدوش ہوں گے اور صفحہ ۲۳ پر شیخ الطائفہ رئیس المحدثین والی روایت کا کیا کہنا وہ تو سراسر لاف وگراف اور حرف بحرف احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا التحیہ کے خلاف ہی دکھائی دیتی ہے۔ حضرات اگر آپ اس حدیث شیعہ اور حدیث نبوی ؐ کا آپس میں مقابلہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو ذیل کے نقشہ میں دیکھ لیجئے۔

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معہ ترجمہ	حدیث شیعہ معہ ترجمہ
لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب	وعلیٰ مثلہٖ تلطم الخدود تشق الجیوب
ہم میں سے نہیں وہ شخص جو تھپڑ مارے اپنے منہ پر اور پھاڑے اپنے گریبان کو	چاہیئے بھی اس کی مصیبت پر تھپڑ مارے جائیں اور گریبان چاک کیا جائے یہ روایت نص ہے گریبان چاک کرنے اور منہ پر تھپڑ مارنے کے استحباب پر رسالہ ص ۱۳
کتاب ہٰذا	

حضرات! کس قدر دیدہ دلیری ہے کہ جس ناز یبا کام سے حضرت شارع علیہ السلام بتاکید تمام منع فرمارہے ہیں شیعہ حضرات جان بوجھ کر اسی کام کے کر لینے پر خود بھی آمادہ نظر آتے ہیں اور اوروں کو بھی اس کے کرنے پر ابھارتے اور اکساتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی اس ڈھب سے خلاف ورزی کرنا اور آپؑ کی ممانعت کی کچھ پروانہ کرنا۔ ان کی اس جرأت کے پس منظر میں کوئی نہ کوئی وجہ ضرور مخفی طور پر کارفرما ہوگی۔ شاعر غالب سچ کہتا ہے ؎

بے خودی بے سبب نہیں غالبؔ
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

اس پر مجھے ایک لطیفہ بھی یاد آگیا۔ جسے فرض ضیافتِ طبع ناظرین عرض کئے دیتا ہوں کہتے ہیں کہ کسی گپ اندھیری رات میں کسی مکان کے اندر چور گھسا چور کے چلنے کی آہٹ سے مکان والے بھی چونک اٹھے۔ کسی نے ان میں سے گھبرا کر آواز دی کہ پکڑو چور ہے تو سب گھر والوں نے بھی شور مچا دیا کہ پکڑو چور ہے۔ شور سن کر باہر سے بھی لوگ پکڑو چور ہے۔ چلاتے ہوئے آنے شروع ہو گئے۔ اسی اثناء میں چور بھی کسی روشندان سے پکڑو چور ہے چیختا ہوا چھلانگ مار کر باہر نکل پڑا۔ لوگ سمجھے شائد چور کو پکڑنے والا دوڑتا ہے۔ یہاں تک کہ چور لاپتہ ہو گیا اور اس نے اسی شور و غل میں اپنے آپ کو چھپا لیا اور کسی کو اصلی چور کا پتہ نہ لگ سکا۔ اسی طرح کہتے ہیں کہ میدان کربلا میں یہ شیطان کوفیہ کی ہی کارستانی اور رستم ظریفی کا کرشمہ تھا جس کے ذریعہ امام علیہ السلام بکمال بے دردی جام شہادت پلائے گئے اور پھر بہزار خجالت پشیمان اور شرمندہ ہو کر رفع خجالت اور اپنی پردہ پوشی کے لئے بغرض اظہار محبت اہل بیت آپے سے باہر ہو کر چیخنے چلانے اور بال نوچنے اور کپڑے پھاڑنے اور سالانہ ماتمی مجلس قائم کرنے کی بنیاد ڈالی اور ان کی اتنی ملمع سازی اور مکر و فریب کے باوجود بھی تاڑنے والے تاڑ گئے کہ اصلی بات کیا ہے اور اس وحشیانہ حرکت کے مرتکب کون لوگ ہیں اور کسی استاد کے اس شعر سے گنگناتے رہے ؎

ماخوب مے شناسیم پیرانِ پارسا را

اس الزام کو ہم انشاء اللہ تعالیٰ تین معتبر یعنی با اعتبار گواہوں کی گواہی سے ثابت کر سکتے ہیں ملاحظہ کیجئے۔

گواہ اوّل

حضرات شیعہ کا وہی رسالہ جواز عزاداری جس کے صفحہ ۴۷ پر وہ خود لکھتے ہیں کہ وہ واقعۂ کربلا جیسے واقعات کے دنوں میں موجود تھے ؎

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

گواہ دوئم

جریدۂ اہلحدیث امرتسر ۱۷ ماہ محرم ۱۳۵۰ھ رقم طراز ہے کہ ماہ محرم کے اندر غم حسینؓ میں شیعوں کی گریہ و بکا و آہ و زاری سینہ کوبی وغیرہ کو دیکھتے ہوئے کسی کو وہم بھی نہیں ہو سکتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے قاتل شیعہ تھے۔ لیکن امام مظلوم کے خون ناحق کے وہ چھینٹے جو میدان کربلا میں شیعوں کے دامن پر پڑے تھے وہ آج تک غیر فانی نقوش کی صورت میں کتب شیعہ میں موجود ہو کر اپنے قاتل کو بتلا رہے ہیں۔ اگرچہ اس کے پوشیدہ کرنے میں ہر ممکن کوشش بروئے کار لائی گئی۔ بالخصوص محبت اہل بیت کے چلتے ہوئے فقرے کو جزو ایمانی بنایا گیا اور غم حسین کے ماتم و مرثیہ کو شعار مذہبی قرار دیا گیا۔ تاہم قدرت کے دست تصرف نے خود شیعوں کی زبان و قلم سے اقرار کرالیا کہ قاتلان حسین شیعہ تھے۔

سب سے پہلے اس سلسلہ میں یہ امر دریافت طلب ہے کہ یزید کے مسند حکومت پر بیٹھنے کے بعد کن لوگوں نے امام شہید کو خطوط و قاصد بھیج کر باصرار تمام کوفہ بلایا۔ تو کتب شیعہ کے مندرجہ ذیل حوالجات سے یہ امر واضح ہو رہا ہے کہ امام بلانے والے خط لکھنے والے کوفی

تھے۔ چنانچہ ملّا باقر مجلسی اس خط کو نقل کرتے ہیں جو متفقہ طور پر کوفی شیعوں کی جانب سے امام مظلوم کی خدمت میں بھیجا گیا۔ اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے۔

یہ خط حسین بن علی بن ابی طالب صلوٰت اللہ علیہ کے نام ہے۔ سلیمان بن صرد خزاعی مسیب بن نجبہ۔ رفاعۃ بن شداد۔ حبیب بن مظاہر اور کوفہ کے تمام شیعوں مومنوں مسلمانوں کی طرف سے آپ پر خدا کا سلام ہو۔ آپ کو معلوم ہو کہ اس وقت ہم لوگوں کا کوئی امام اور پیشوا نہیں۔ ہماری طرف توجہ کیجئے اور ہماری طرف قدم رنجہ فرمائیے۔ ہم سب آپ کے فرماں بردار ہیں۔ شائد اللہ تعالیٰ آپ کی برکت ہمارے پر ظاہر کرے۔ نعمان بن بشیر کوفہ کا حاکم قصرِ امارت میں نہایت ذلت کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ ہم لوگ نہ اس کے جمعہ میں شریک ہوتے ہیں اور نہ اس کے ہمراہ عید میں جاتے ہیں۔ جس وقت ہمیں معلوم ہو گا کہ آپ یہاں تشریف لاتے ہیں تو ہم اس کو کوفہ سے باہر نکال دیں گے تاکہ وہ اہل شام سے مل جائے (جلاء العیون ملّا باقر)

پھر اہل کوفہ نے ان قاصدوں کے بھیجنے کے دو روز بعد قیس بن مظہر عبداللہ بن شدّاد، عمّار بن عبداللہ کو ایک سو پچاس خط دے کر روانہ کیا جن کو اہل کوفہ اور سرداران کوفہ نے لکھا تھا اور ہر خط کے حاشیہ پر دو دو اور چار چار اور اس سے زیادہ لوگوں نے دستخط کئے تھے تاکہ ان خطوط کو یہ قاصد امام تک پہنچا دیں۔ (جلاء العیون ملّا باقر)

ان خطوط کا یہ اثر ہوا کہ امام حسین نے اپنے چچازاد بھائی امام مسلم کو کوفہ بھیج دیا۔ اس وقت کوفیوں کی فریب آمیز عقیدت کا یہ عالم تھا کہ بقول ناسخ التواریخ ص ۱۳۳ اسّی ہزار کوفیوں نے امام مسلم سے امام حسین کے نام پر بیعت کی۔ منہج الاحزان ص ۵۵ میں ہے جب مسلم بن عقیل کوفہ گئے اور شروع میں بیعت کے لئے لوگوں کا ہجوم

دیکھا تو امام کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا اور اہل کوفہ نے بھی ایک خط لکھا کہ آپ کی مدد کے لئے یہاں ایک لاکھ تلوار تیار ہے۔

کوفیوں کے خطوط کی پوری تعداد ناسخ التواریخ کی زبانی معلوم کیجئے لکھتے ہیں کہ اسی طرح متواتر خطوط لکھے گئے کہ بارہ ہزار خط امام حسین کی خدمت میں بزرگانِ کوفہ کے پہنچے۔

یہ امر اظہر من الشمس ہو گیا کہ امام حسین علیہ السلام کو باصرار قاصد و خطوط بھیج کر بلانے والے کوفی تھے۔ اب اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ کوفی حضرات از روئے مذہب کون تھے تو اصل مدعا پر روشنی پڑ جائے گی۔ اس کے متعلق قاضی نور اللہ شوستری مجتہد لکھتے ہیں:

اہل کوفہ کے شیعہ ہونے پر دلیل قائم کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان کا سنی ہونا خلاف اصل اور دلیل کا محتاج ہے۔ اگرچہ ابو حنیفہؒ ہی کیوں نہ ہوں۔ مجالس المومنین۔ مجلس اول ص ۳۵

خود امام حسینؓ نے کوفیوں کے شیعہ ہونے کی شہادت دی ہے۔ فرماتے ہیں کہ

قد خذلنا شیعتنا خلاصۃ المصائب ص ۴۹، شیعانِ ما دست از یاری ما بر داشتند (جلاء العیون ملا باقر) یعنی خود ہمارے ہی شیعوں نے ہم کو ذلیل کیا اور ہماری مدد و نصرت سے ہاتھ اٹھا لیا۔

اس سے بڑھ کر خود ان کوفیوں کا اپنے شیعہ ہونے کا اقرار ہے۔ مثلاً پہلے خط کا عنوان یہ ہے کہ از جانب سلیمان بن صرد خزاعی و مسیب بن نجبہ۔ در فاعۃ بن شداد و حبیب بن مظاہر و سائر شیعیان۔ تیسرے خط کا عنوان اس طرح پر ہے کہ ایں عریضہ ایست بخدمتِ حسین بن علی از شیعیان و فدویان و مخلصانِ آنحضرت الحاصل۔ یہ امر روشن ہو گیا کہ جن کوفیوں فدویوں، مشتاقوں، مومنوں، دوستوں کی جانب سے امام حسینؓ کی

خدمت میں خطوط گئے تھے وہ مذہباً پرانے اور کٹر شیعہ تھے۔ انتہی بحروفہ

گواہ سوم

تاریخ اعثم کوفی جو ۲۰۴ھ کی تالیف ہے اور ۱۳۰۱ھ میں حاجی کلب علی خاں فرمانروائے دارالریاست رامپور کی خاطر فارسی بولی میں اس کا ترجمہ ہوا۔ اس کے صفحہ ۳۵۷ پر لکھا ہے کہ کوفہ والوں میں سے ہر ایک نے امام حسین کے نام اس مضمون کا خط لکھا:

بخلافت و امارت او راضی نیستم۔ ہرگز راضی نخواہیم بود۔ و شیعیان و محبان پدر تو بودہ ایم و امروز دوستدار و شیعہ تو۔ مُیم الخ یعنی ہم یزید کی خلافت اور امارت کو پسند نہیں کرتے ہیں اور نہ ہرگز پسند کریں گے اور ہم آپ کے والد بزرگوار کے شیعہ اور دوستدار تھے اور آج کے روز ہم آپ کے دوست دار ہیں۔ اس کے بعد اہل کوفہ میں سے گروہ شیعہ نے جس بے مروتی اور بے رخی اور بے وفائی کا مظاہرہ کیا بکرات و مرات ذراتِ کربلا اس کی شہادت دے چکے ہیں اور دے رہے ہیں اور بزبان حال کہہ رہے ہیں۔

آپ ہی جلوت میں کاٹیں اپنے مولیٰ کا گلا
آپ ہی پھر بیٹھ کر احباب میں ماتم کریں

چنانچہ تاریخ مذکور کے صفحہ ۳۸۶ میں لکھا ہے: "القصہ چوں آں ملاعین امام حسین را شہید کردند۔ و سرِ آنسرور را پیش عبداللہ زیاد فرستادند و خود آں شب در کربلا توقف کردہ روز دیگر بجانب کوفہ باز گشتند و اہل بیتِ آنحضرت بکوفہ آوردند۔ جماعتے از ایشاں از آنچہ کردہ بودند بغائت دلِ تنگ بودند و در راہ نوحہ ہائے کردند و بے گریستند و بر سرے زدند و پشیمانی مے خوردند علی بن الحسین کہ دراں وقت ضعفے داشت و ناتواں بود چوں دید کہ ایں جماعت مے گریند گفت چوں اینہا بر کشتنِ پدر و برادر و ابناء غم من چنیں گریند پس کدام

Scanned with OKEN Scanner

جماعت ایشاں را بکشتہ اند الخ یعنی قصہ مختصر کہ جب ان لعنتیوں نے امام حسینؓ کو شہید کر ڈالا اور آپ کے سر مبارک کو ابن زیاد کے پاس بھیج دیا اور خود بذات اسی رات کربلا میں ٹھہرے۔ دوسرے دن کوفہ کی طرف پھر آئے اور شہید کربلا کے گھر والوں کو بھی کوفہ میں لے آئے۔ قاتلوں میں سے ایک جماعت اپنی ناروا کرتوت سے کبیدہ خاطر ہو گئی تھی اور وہ راستہ میں نوحہ کرتے اور روتے چلے جاتے تھے اور اپنے سروں کو تھپڑ مارتے اور پچھتاتے تھے مگر سچ ہے۔

اب پچھتائے کیا ہوت
جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

امام زین العابدین علیہ الرحمہ کو اس وقت بیماری اور صدمہ شہادت امام علیہ السلام کی وجہ سے طبیعت میں سستی آگئی تھی اور وہ اس وقت کمزور تھے۔ جب آپ نے دیکھا کہ یہ جماعت اب روتی ہے کہنے لگے کہ جب یہ لوگ میرے باپ اور بھائی اور میرے چچیرے بھائیوں کے قتل ہونے پر روتے ہیں تو ان کو قتل کس نے کیا۔ یعنی شہید کرنے والے بھی تو یہی لوگ تھے۔

ناظرین! آپ ان کے بے وقت رونے دھونے اور اپنے آپ کو اپنے ہی ہاتھوں مار پیٹ کر کے ستیاناس کرنے سے بجز دیوانگی اور پاگل پن کے اور کیا ثابت ہوتا تھا اور پاگل پنے کا آخری علاج بھی قید و بند اور مار پیٹ ہی ہوا کرتا ہے۔ اس لئے ہم دعا کرتے ہیں: ـــــ ناخن نہ دے خدا تجھے پنجۂ جنوں
دے گا تمام عقل کی بخیہ ادھیڑ تو

برادران اہل سُنّت سے دردمندانہ گزارش

رسالہ میں شیعوں کی من گھڑت تعزیہ داری سے متعلق چند مختصر باتوں پر اکتفا کرنا ہی ہم نے مناسب سمجھا اور اگر شیعہ حضرات اپنی ضد پر اڑے رہے اور بحکم افمن زین لہ سوء عملہ فراٰہ حسناً (جسے اپنا برا عمل اچھا لگے) اپنی غیر اسلامی روش پر قائم رہے تو ہم پر اس بات کی کوئی ذمہ داری اب عائد نہیں ہوتی۔ ہمارا کام حق بات کو پہنچانا ہے لیکن راہ حق پر لے آنا کسی بشر کے بس کی بات نہیں۔ وما علینا الا البلاغ

ہم نے ایک سچّی بات کہہ دی ہے اور قیامت تک کہتے رہیں گے کہ تعزیہ اور مراسم تعزیہ۔ مرثیہ مراسم، مرثیہ از سرتاپا شریعت اسلامیہ اور طریقہ محمدیہؐ واصحاب کے سراسر خلاف مخالف ہے۔ اب شیعہ حضرات کو اختیار ہے کہ حق کو قبول کریں یا اپنے خانہ ساز بدعی امور پر اڑے رہیں۔ ہم تو بس اتنا عرض کریں گے:

ہمارا کام سمجھانا ہے یارو
اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو

ہاں اس رسالہ کو ختم کرنے سے پہلے ہم ان سنّی برادران کی خدمت

میں جو محرم کے جلوس میں ثواب سمجھ کر خود شریک ہوتے اور اپنے اہل وعیال کو شریک ہونے کی اجازت دیتے ہیں یہ دردمندانہ گزارش کرتے ہیں کہ ان کا یہ فعل اہلِ سنّت والجماعت کے یہاں قطعاً جائز نہیں۔ حنفی۔ شافعی۔ مالکی حنبلی وغیرہ جو بھی فرقہ ہائے اہل سنت ہیں سب کے سب جلوس تعزیہ میں شرکت کو گناہ و بدعت سمجھتے ہیں۔

افسوس کہ بعض سنّی بھائی شیعوں کی دیکھا دیکھی گھوڑے کے نیچے سے اپنے بچّوں کو نکال کر یہ خیال کرتے ہیں کہ اب ان کا بچہ ہر بلا سے محفوظ رہے گا۔ اسی طرح بعض لوگ پنجہ اور عَلَم کو چھو کر اپنی مرادیں مانگتے ہیں اور اس روز رونے دھونے میں شریک ہونے کو کارِ ثواب سمجھتے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ سب طریقہ بدعت اور گمراہی کا ہے۔ کسی کی موت و شہادت پر گھوڑے کا نقلی جلوس نکالنا اور پھر سینہ کوبی کرنا یہ رسول اللہ کی تعلیم ہے اور نہ اہل بیت اور نہ صحابہ رسول اللہ کی۔

پس ایسے امر سے کلّی اجتناب و احتراز لازم ہے بلکہ اس بات کو اچھی طرح ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ جلوس تعزیہ میں شامل ہونا۔ اس کے ساتھ ساتھ چلنا حتیٰ کہ صرف دیکھنے کی غرض سے جانا موجب عذاب و عتاب خداوندی ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔

کل بدعۃٍ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار

ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا انجام دوزخ ہے۔ شریعت محمدیہ میں بدعت سے بچنے کی سخت تاکید آئی ہے۔ غور کیجئے ایک مرتبہ حضور اکرمؐ نے وضو فرمایا۔ آبِ وضو سے کچھ پانی بچا۔ جاں نثار صحابہؓ نے اس پانی کو متبرک سمجھ کر

منہ ہاتھ اور بدن پر ملنا شروع کیا اور یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ اس پانی کے متبرک و مقدس ہونے میں شبہ ہی کیا تھا کہ جو پانی آپ کے جبین ناز اور دست ہائے مقدسہ سے ٹپک پڑے۔ لیکن شرک کے باریک سے باریک سوراخوں کو ہمیشہ کے لئے بند کرنے والے اور توحید خالص کے علمبردار اعظمؐ نے جاں نثار صحابہ کا یہ فعل بھی گوارا نہ فرمایا اور زبانِ حق بیان پر یہ الفاظ جاری ہوئے۔

(اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم) اپنے رب کی بندگی کرو اور اپنے بھائی کی تعظیم کرو۔

مطلب یہ کہ ایسا کوئی کام نہ کرو جس میں شرک کا کوئی شائبہ بھی پایا جاتا ہو اس سے یہ امر روشن ہو جاتا ہے کہ دین میں اپنے خیال کے مطابق ذرا سی کوئی بات بڑھانا یا گھٹانا اللہ اور اس کے سچے رسولؐ کو منظور نہیں۔

چنانچہ صادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف ارشاد فرمایا ہے من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد یعنی جس نے اس ہمارے دین میں کوئی نئی بات پیدا کی جو اس میں سے نہیں پس وہ مردود و نامنظور ہے۔

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ جو دنیا کو توحید کی طرف دعوت دینے کے لئے آئے تھے وہ مشرکانہ رسوم میں گرفتار ہوئے جنہیں سنّت رسولؐ پر دل و جان سے قربان ہونے پر فخر تھا۔ آج بدعات و محدثات کی ظلمت میں گھرے ہوئے ہیں لیکن پھر بھی اہل توحید اہل سنّت ہونے کا دعوی۔

حالی مرحوم ایسے ہی لوگوں کے حق میں فرماتے ہیں۔

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر　　جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر　　کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں　　اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں　　شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

إن ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر

کی جانب سے شائع ہوکر مفت تقسیم ہونے والی کتابوں کی ایک جھلک

۱۔ کلمہ طیبہ
۲۔ اتباعِ رسولؐ
۳۔ ہندوستان میں اشاعتِ اسلام
۴۔ شیخ ابن باز کا پیغام مسلمانانِ عالم کے نام
۵۔ حقیقتِ شرک
۶۔ وجود باری تعالیٰ کا علمی ثبوت
۷۔ عقیدۂ توحید
۸۔ اسلامی پردہ
۹۔ اسلامی عقیدہ
۱۰۔ حدیثِ قبور
۱۱۔ تبلیغی نصاب اور قرآنی تعلیمات
۱۲۔ فریضۂ زکوٰۃ اور اسلام
۱۳۔ ہمارا امام
۱۴۔ اصلی اہلِ سنّت کون؟
۱۵۔ اصلاح عقیدہ
۱۶۔ ثعبان محمدی
۱۷۔ تحفۂ محمدی
۱۸۔ برأتِ محمدی
۱۹۔ تعویذِ محمدی
۲۰۔ رسوم اسلامیہ
۲۱۔ وہم ورسم اور شریعت
۲۲۔ تصوف کے چہرے مختلف ادوار میں
۲۳۔ بدعت اور سنت میں فرق
۲۴۔ مروجہ بدعات ورسوم کی حقیقت
۲۵۔ غور طلب سوالات
۲۶۔ اختلاف سنّت کے اسباب اور ان کا صحیح حل
۲۷۔ فضائل عشرۂ ذی الحجہ اور مسائل قربانی
۲۸۔ اسلام کی بنیاد
۲۹۔ رمضان المبارک کے فضائل واحکام
۳۰۔ اطاعتِ رسولؐ کی شرعی حیثیت
۳۱۔ محفلِ میلاد
۳۲۔ مسلمان اور قبر پرستی
۳۳۔ مساجد میں شور وغل
۳۴۔ شرعی طلاق
۳۵۔ استنجا اور وضو کے احکام ومسائل
۳۶۔ فوز المرام فی قراۃ فاتحہ خلف الامام
۳۷۔ فلسفہ قربانی با اصول قرآنی
۳۸۔ میں اہلِ حدیث کیوں ہوا۔
۳۹۔ اللہ تعالیٰ کا وجودِ ذی جود
۴۰۔ خمینی اور تشیع
۴۱۔ احسن الجزاء فی تحقیق مسائل العزاء
۴۲۔ حکم النبی بکفر من لا یصلی المعروف بے نماز کا رسالہ
۴۳۔ ازالۃ الاشتباہ عن انوار الانتباہ
۴۴۔ قرآن خوانی اور ایصال ثواب
۴۵۔ ماہ ربیع الاوّل اور حبِّ رسولؐ کے مظاہرے
۴۶۔ اہلِ تصوف کی کارستانیاں

ملنے کا پتہ: مکتبہ سلم بربرشاہ سری نگر ۱۹۰۰۰۱ کشمیر

آئینہ
جمعیۃ اہلِ حدیث، جموں وکشمیر

جمعیۃ کی تاسیس	۱۹۲۴ء
جمعیۃ کا پہلا نام	انجمن اہلِ حدیث
جمعیۃ کا دوسرا نام	جمعیۃ اہلِ حدیث جموں وکشمیر

جمعیۃ کے مراکز

ضلع مراکز	۱۴	اساتذہ کلیات	۱۸
تحصیل مراکز	۴۹	مکاتب ومساجد	۶۰
اکائیاں	۳۵۰	اساتذہ مکاتب ومساجد	۶۰
مساجد	۲۰۰	طلبار مکاتب ومساجد	۱۲۰۰
ائمہ وخطبار	۲۰۰	مکتبہ جات	۲
گشتی مبلغین	۱۰	عملہ مکتبہ جات	۳
مدارس عصریہ	۱۱	لائبریریاں	۱۰۰
طلبار مدارسِ عصریہ	۲۳۵۰	اخبار ورسائل (اخبار مسلم)	۱
اساتذہ مدارسِ عصریہ	۹۳	تعداد مطبوعات کتب	۲۵
کلیات عربی	۱	مرکزی لائبریری	۱
طلبار کلیات	۱۰۰		

آئندہ کے منصوبے

۱۔ طبیہ کالج کا قیام
۲۔ ایک اسلامی یونیورسٹی کا قیام
۳۔ ایک پرنٹنگ پریس
۴۔ یتیم خانہ
۵۔ مسافر خانہ وسرائے
۶۔ ایک علمی ادبی میگزین کا اجرار

اپیل

دینی تعلیمی اداروں کی بقا اہل خیر اور عہدیداروں کے تعاون پر منحصر ہے خصوصاً ایسے ملک اور معاشرہ میں جہاں اسلامی ادارے کسی سرکاری سرپرستی اور مراعات سے محروم ہوں، صرف یہی تعاون ان کی شہ رگ حیات کو تازہ رکھتا ہے ملت کے لئے ان اداروں کی سرپرستی اور مالی تعاون ایک روایت نہیں بلکہ اہم ترین ملی و دینی فریضہ ہے جس سے انحراف خودکشی کے مترادف ہوگا۔ ہماری سینکڑوں سالہ علمی و ثقافتی تاریخ شاہد ہے کہ یہ ادارے اصحاب خیر کے تعاون سے ہی دینی تعلیم و تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہے ہیں۔ یہ پاکیزہ روایت آج بھی قائم ہے اور انشاء اللہ ملت و جماعت میں ایثار و تعاون کا یہ جذبہ تا خیر تک برقرار رہے گا۔ سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ بمبئی کو شیر بھی وقت وہ اہم ترین قدم ہے جو دین خالص کی بقا اور قرآن و سنت کی تبلیغ و اشاعت کے لئے اٹھایا گیا ہے۔ یہ قدم آگے ہی بڑھتا ہے اور اس مقدس شمع کی روشنی دور دور تک پھیلتی رہے اس کے لئے آپ کو بھی ایثار و تعاون کا قدم بڑھانا ہے۔ آپ کے ہم قدم ہونے پر ہی یہ کارواں منزل مقصود تک پہنچ سکتا ہے۔

والسلام

(سکریٹری ٹرسٹ)